QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

نبی کریم ﷺ کا تدریسی اسلوب اور اس کی نفسیاتی اور سائنسی افادیت کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE TEACHING STYLE OF THE PROPHET MUHAMMAD (PEACE BE UPON HIM) AND ITS PSYCHOLOGICAL AND SCIENTIFIC EFFECTIVENESS.

Muhammad Usman Sadiqi
Lecture, Chaudry Abdul Khaliq Center for Contemporary Islamic Sciences (CAKCCIS) Superior university, Lahore
Email: usman.sadiqi@superior.edu.pk
Dr. Hafiz M. Mudassar Shafique *(Corresponding Author)*
Assistant professor, Faculty of Arts and Humanities, Chaudry Abdul Khaliq Center for Contemporary Islamic Sciences (CAKCCIS), Superior University, Lahore
Email: mudassar.shafique@superior.edu.pk
Rahil Ahsen
Lecture, Chaudry Abdul Khaliq Center for Contemporary Islamic Sciences (CAKCCIS) Superior university, Lahore
Email: Rahilahsen1@superior.edu.pk

Abstract
Teaching is more than just imparting knowledge, through character, behavior and genuine action, the teacher creates a lasting impression on the student's heart and mind through this dynamic, immersive, and well-balanced process. The noble Prophetic model (Seerah of the Prophet ﷺ) provides clear illustrations of experiential learning in several areas including leadership, justice, family behaviour, household duties, ablution (wudu), prayer (salah) and social etiquette. Considering current psychological and neuroscientific theories such as Bandura's Social Learning Theory, Vygotsky's Sociocultural Theory, Bowlby's Attachment Theory and Rogers' Authentic Teaching Model which all support the idea that imitation, emotional connection and observation are essential components of human learning. This study investigates the efficacy of learning by examples. The fact that experiential learning fits in perfectly with the brain's natural learning architecture is further supported by research from contemporary neuroscience, including results on mirror neurons, neuroplasticity, social neuroscience, and moral neurology. As a result, the prophetic approach to education offers a scientifically and psychologically solid paradigm for modern educational practices in addition to being the most successful means of moral and spiritual training. This study supports the idea that learning via action is a multifaceted, human-centered and holistic pedagogical approach that combines character, emotion and intellect to make learning more balanced, lasting and impactful.
Key words: *Experiential Learning, Prophetic Teaching Model, Social Learning Theory, Emotional Engagement, Socio-cultural Learning*

تدریس بالعمل (Teaching by Example) کا تصور

تعلیم انسان کی شخصیت سازی، فکری ارتقاء اور معاشرتی ترقی کا بنیادی ستون ہے۔ تاہم تعلیم کی مؤثریت کا دارومدار صرف مواد کی ترسیل پر نہیں بلکہ اس طریقہ تدریس پر بھی ہے جس کے ذریعے علم منتقل کیا جاتا ہے۔ روایتی طرزِ تعلیم جو محض زبانی تدریس پر مبنی ہو اکثر سیکھنے والے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرنے میں ناکام رہتی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ہے۔اس کے برعکس تعلیم بالعمل (Teaching by Example) ایک ایسا فطری، مؤثر اور دیرپا تدریسی طریقہ ہے جو نہ صرف فکری بلکہ اخلاق اور عملی تربیت کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

تدریس بالعمل کا مفہوم(Definition of Teaching by Example)

تعلیم بالعمل سے مراد وہ تدریسی طرز ہے جس میں استاد خود اپنے قول و فعل میں ہم آہنگی رکھتے ہوئے سکھانے والے رویے، ہنر یا اقدار کو عملاً اختیار کرتا ہے تاکہ سیکھنے والے مشاہدے، تقلید اور جذباتی وابستگی کے ذریعے علم کو جذب کر سکیں۔البرٹ بینڈورا(Albert Bandura) جو تعلیمی نفسیات کے اہم ماہرین میں سے ہیں اپنی مشہور (1977) "Social Learning Theory"میں تعلیم بالعمل کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"Teaching by example is the method in which the teacher demonstrates the desired behaviour, skill, or value in action so that learners can observe and imitate it."[1]

"تعلیم بالعمل ایک ایسا طریقہ ہے جس میں استاد اس رویے، ہنر یا قدر کو خود اختیار کرتا ہے جسے وہ سکھانا چاہتا ہے تاکہ سیکھنے والے اسے مشاہدے کے ذریعے سیکھ کر اس کی تقلید کریں۔"

تعلیم بالعمل کی نظریاتی اہمیت(Theoretical Relevance)

تعلیم بالعمل ایک ایسا تدریسی نظریہ ہے جو ذیل کے علمی و نفسیاتی اصولوں سے ہم آہنگ ہے:

تعلیم بالعمل سے تعلق	نظریہ	ماہر تعلیم / نفسیات
مشاہدے اور تقلید سے سیکھنے پر زور	Social Learning Theory (1977)	Albert Bandura
قول و فعل میں ہم آہنگی کا اثر	Authentic Teaching (1961)	Carl Rogers
جذباتی تعلقات سے سیکھنے کی تقویت	Attachment Theory (1969)	John Bowlby
اقدار کی تشکیل مشاہدے سے ممکن	Sociocultural Theory (1978)	Lawrence Kohlberg
ماہر افراد کی صحبت سے تربیت	Sociocultural Theory (1978)	Lev Vygotsky

ان نظریات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تعلیم بالعمل صرف ایک دینی اصول نہیں بلکہ جدید تعلیمی سائنس بھی اس کی مؤثریت کی تصدیق کرتی ہے۔

تدریس بالعمل کی افادیت(Pedagogical Significance)

تعلیم بالعمل ایک ایسا فطری اور کثیر الجہتی تدریسی طریقہ ہے جو نہ صرف جدید تعلیم کی روح کے عین مطابق ہے بلکہ اسلامی تعلیمات میں بھی اس کی جڑیں گہری ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا اسلوبِ تعلیم اس نظریے کا کامل عملی نمونہ ہے جو ہر معلم، والدین اور قائد کے لیے ایک رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ تعلیم بالعمل سیکھنے کو علم، کردار اور عمل کے ایک پائیدار نظام میں ڈھالتی ہے۔

تدریس بالعمل کی جدید تعلیم و تربیت میں افادیت

تدریس بالعمل (Teaching by Example) جدید تعلیم و تربیت کا ایک نہایت مؤثر اور نتائج خیز طریقہ ہے جو صرف اسلامی روایت میں ہی نہیں بلکہ جدید تعلیمی نفسیات میں بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بینڈورا (Bandura) کی "Social Learning Theory" اس بات پر زور دیتی ہے کہ انسان زیادہ بہتر سیکھتا ہے جب وہ کسی عمل کو براہِ راست دیکھ کر، مشاہدہ کر کے اور اُس کی تقلید کر کے اپناتا ہے۔ اسی نظریہ پر جدید تعلیم کا تصور بھی قائم ہے جہاں محض لیکچر یا کتاب سے نہیں بلکہ عملی نمونے، رول ماڈلز اور سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کی فکری و اخلاقی تربیت کی جاتی ہے۔ تعلیم بالعمل میں استاد کا کردار صرف معلومات دینے والے کی بجائے ایک رہنما، کردار ساز اور عملی مثال کے طور پر ابھرتا ہے۔ جب طلبہ کسی استاد کو وہی اقدار، روایات اور اصول اپناتے دیکھتے ہیں جو وہ سکھا رہا ہوتا ہے تو سیکھنے کا عمل محض فکری نہیں

[1]Bandura, Albert. Social Learning Theory. Englewood Cliffs, NJ: Prentice Hall, 1977.

رہتا بلکہ جذباتی اور عملی سطح پر بھی مؤثر ہو جاتا ہے۔ اس طریقۂ تدریس کا اطلاق تربیتِ معلم، کردار سازی، قیادت سازی اور اسلامی اخلاقیات کے فروغ میں نہایت مفید ہے اور یہ تعلیمی نظام کو "علم برائے عمل" کے تصور سے ہم آہنگ کرتا ہے۔

تدریس بالعمل کے نفسیاتی پہلو:

تعلیم بالعمل (Learning by Doing) کا نفسیاتی پہلو انسانی ذہن کی ساخت، سیکھنے کے رجحان، جذباتی وابستگی اور یادداشت کی پائیداری سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ قدیم فلسفیوں جیسے سقراط (Socrates) اور ارسطو (Aristotle) نے اس بات پر زور دیا کہ علم صرف معلومات کا ذخیرہ نہیں بلکہ کردار کی تشکیل اور تجربے سے حاصل ہونے والا شعور ہے۔

"We are what we repeatedly do. Excellence, then, is not an act, but a habit."[2]

ارسطو کے نزدیک "ہم وہی ہیں جو ہم بار بار کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے خوبی کوئی وقتی عمل نہیں بلکہ ایک عادت ہے۔"

یعنی عمل کا تکرار انسان کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ امام غزالیؒ نے اخلاق تعلیم اور عمل کو لازم و ملزوم قرار دیا اور فرمایا کہ

"Knowledge without action is wastefulness, and action without knowledge is foolishness."[3]

"علم بغیر عمل کے بے اثر ہے اور عمل بغیر علم کے اندھا ہے"۔ یہ نظریہ نفسیاتی حقیقت بیان کرتا ہے کہ اگر سیکھنے والا کسی عمل میں ذاتی طور پر شامل نہ ہو تو وہ اس علم سے جذباتی و شعوری تعلق پیدا نہیں کر پاتا اور وہ سیکھا ہوا علم عارضی ہو جاتا ہے۔ جدید نفسیاتی نظریات میں جان ڈیوی (John Dewey) نے "Experiential Learning" کو تربیت کا مرکز قرار دیتے ہیں

Dewey emphasizes learning through experience as a basis for true education.[4]

"علم وہی حقیقی ہے جو تجربے سے حاصل ہو"۔ اسی طرح البرٹ بینڈورا (Albert Bandura) کی "Observational Learning Theory" اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ

"Explains observational learning, modelling, and the importance of vicarious reinforcement[5]."

ان نظریات کے تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم بالعمل صرف ایک تدریسی تکنیک نہیں بلکہ ایک جامع نفسیاتی و فطری اصول ہے جو سیکھنے والے کی ذات، ذہن، جذبات اور کردار کو مکمل طور پر شامل کرتا ہے۔ یہ طریقہ علم کو محض نظری تصور سے نکال کر ایک جیتی جاگتی حقیقت بنا دیتا ہے جہاں سیکھنے والا نہ صرف معلومات حاصل کرتا ہے بلکہ انہیں اپنی شخصیت، عادات اور رویوں کا حصہ بھی بناتا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق، قدیم فلسفہ اور اسلامی تعلیمات سب اس بات پر متفق ہیں کہ سچا علم وہی ہے جو عمل سے جڑا ہو۔ تدریس بالعمل نہ صرف شعور کی پرورش کرتا ہے بلکہ کردار کی تعمیر، عادتوں کی اصلاح اور ایک بامقصد زندگی کے لیے بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔ یہی وہ حکمت ہے جو تعلیم کو محض الفاظ کا کھیل نہیں رہنے دیتی بلکہ اسے ایک انقلابی، بامعنی اور پائیدار تجربہ بنا دیتی ہے۔

تدریس بالعمل کے سائنسی پہلو:

سائنس بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ تعلیم بالعمل (Learning by Doing) ایک ایسا تعلیمی نظریہ ہے جو سیکھنے کے عمل کو محض علمی سرگرمی کی بجائے تجرباتی مشق اور مشاہداتی تعامل کے ذریعے مربوط کرتا ہے۔ نیوروسائنس کے جدید نظریات جیسے نیورل پلاسٹیسٹی (Neuroplasticity)، مرر نیورون سسٹم (Mirror Neuron System) اور جذبات و یادداشت کے باہمی تعلق (Emotion-Memory Linkage) اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جب کوئی سیکھنے والا علم کو ذاتی تجربے یا عملی مشق کے ذریعے حاصل کرتا ہے تو اس کے دماغ کے کئی حصے متحرک ہو جاتے ہیں جن میں پری فرنٹل کارٹیکس، موٹر کارٹیکس، ایمیگڈیلا اور ہپوکیمپس

---

[2] Aristotle. Nicomachean Ethics. Translated by Terence Irwin. Indianapolis: Hackett Publishing, 1999.
[3] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad. Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn. Quoted in Seyyed Hossein Nasr. Science and Civilization in Islam. Cambridge, MA: Harvard University Press, 1968.
[4] Dewey, John. Experience and Education. New York: Macmillan, 1938.
[5] Bandura, Albert. Social Learning Theory. Englewood Cliffs, NJ: Prentice Hall, 1977.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

شامل ہیں۔(Rizzolatti & Craighero, 2004) کے مطابق "جب کوئی فرد کسی عمل میں شامل ہوتا ہے یا کسی دوسرے کو عمل کرتے دیکھتا ہے تو مرر نیورونز فعال ہو کر ایسا تاثر دیتے ہیں جیسے وہ خود بھی وہ عمل کر رہا ہو"۔[6] (Immordino-Yang & Damasio, 2007) کے نظریہ کے مطابق *"We feel, therefore we learn"* " اس سے نہ صرف سیکھنے والے کی جذباتی وابستگی بڑھتی ہے بلکہ علمی پائیداری میں بھی اضافہ ہوتا ہے"[7]۔ نیورل پلاسٹیسٹی کے اصول کے مطابق "Neurons that fire together, wire together" (Doidge, 2007) "یعنی مشق اور تکرار دماغی راستوں کو مستقل بناتی ہے"[8]۔ اس کے علاوہ Shadmehr & Holcomb (1997) نے اپنے تجربات میں ثابت کیا کہ " عملی مشق کے ذریعے موٹر لرننگ زیادہ مضبوط اور دیرپا ہو جاتی ہے "[9]۔

نیورو سائنس کے ان نظریات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ تعلیم بالعمل نہ صرف سیکھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے بلکہ یہ انسانی دماغ کی ساخت، اس کی نیورل سرگرمیوں اور فطری تجسس سے ہم آہنگ ایک سائنسی، جذباتی اور اخلاقی نظامِ تعلیم ہے۔ نیورو سائنس کے شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ جب طالبعلم مشاہدہ، تجربہ اور عملی شمولیت کے ذریعے سیکھتے ہیں تو ان کے دماغ کے وہ حصے فعال ہوتے ہیں جو گہری یادداشت، فیصلہ سازی اور جذباتی ردعمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیکھا گیا مواد نہ صرف ذہن میں محفوظ ہوتا ہے بلکہ وہ شعور، کردار اور رویوں میں بھی منتقل ہو جاتا ہے۔ مزید برآں نفسیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو تعلیم بالعمل نہ صرف علمی پختگی کا ذریعہ ہے بلکہ خود شعوری، سماجی شعور اور اخلاقی بصیرت پیدا کرنے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ یوں یہ اندازِ تعلیم محض معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ انسان سازی، شعور کی بیداری اور معاشرتی بہتری کی بنیاد ہے۔

تدریس بالعمل کا نبوی ﷺ اسلوب:

تدریس میں تقلید کا نفسیاتی پہلو:

تقلید انسان کے سیکھنے کا ایک فطری اور بنیادی نفسیاتی عمل ہے جو بچپن سے ہی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ماہرینِ نفسیات کے مطابق بچے دوسروں کے رویے، الفاظ اور جذبات کو دیکھ کر خود بھی وہی طرزِ عمل اپناتے ہیں۔ مشہور ماہر نفسیات البرٹ بندورا کے "سماجی سیکھنے کے نظریے" کے مطابق انسان مشاہدے، تقلید اور ماحولیاتی اثرات سے سیکھتا ہے۔ تقلید نہ صرف علم و مہارت کی منتقلی کا ذریعہ ہے بلکہ جذباتی اور سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے میں بھی معاون ہے۔ یہ عمل فرد کی شخصیت، خود اعتمادی اور کردار سازی پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ تقلید (Imitation) انسانی سیکھنے کا ابتدائی اور فطری ذریعہ ہے جو تدریس بالعمل (Teaching by Example) کی اساس بنتا ہے۔ جب انسان دوسروں کے اعمال، طرزِ فکر اور رویوں کو دیکھتا ہے تو وہ انہیں اپنانے کی کوشش کرتا ہے خاص طور پر اُن افراد کی جو اُس کے لیے معتبر، محترم یا مثالی ہوں جیسے والدین، اساتذہ یا قائدین۔ معروف ماہرِ نفسیات Jean Piaget اپنی مشہور کتاب *The Origins of Intelligence in Children (1952)* میں لکھتے ہیں "Imitation is the starting point of all human learning.[10]"یعنی انسان کے سیکھنے کا آغاز ہی تقلید سے ہوتا ہے۔ Piaget کی " Cognitive Development Theory" کے مطابق بچے شروع ہی سے دوسروں کے اعمال کو مشاہدے کے ذریعے نقل کر کے زبان، جذبات، ردِ عمل اور رویے سیکھتے ہیں۔

Vygotsky کی "Sociocultural Theory" مطابق بچے اپنے اردگرد کے سماجی ماحول سے سیکھتے ہیں خاص طور پر اُن افراد سے جو اُن کی "Zone of

[6] Rizzolatti, G., and L. Craighero. "The Mirror-Neuron System." Annual Review of Neuroscience 27 (2004): 169–192.
[7] Doidge, Norman. The Brain That Changes Itself. New York: Viking Penguin, 2007.
[8] Doidge, Norman. The Brain That Changes Itself. New York: Viking Penguin, 2007.
[9] Shadmehr, Reza, and Henry H. Holcomb. Neural Correlates of Motor Memory Consolidation. Science 277 (5327), 1997: 821–825. (Note: Duplicate of journal article)

[10] Piaget, Jean. The Origins of Intelligence in Children. New York: International Universities Press, 1952.

"Proximal Development" میں ہوں۔ وہ ماڈل (جیسے استاد، والدین) نہ صرف علم دیتے ہیں بلکہ ان کے رویے، زبان اور عمل بھی بچے کے سیکھنے کا ذریعہ بنتے ہیں[11]۔

Sigmund Freud کی "Identification Theory" کے مطابق بچے اپنی شخصیت کی تعمیر میں والدین یا اہم شخصیات سے "Identification" کے ذریعے سیکھتے ہیں یعنی وہ اپنے آپ کو ان جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نفسیاتی عمل تقلید کی گہرائی اور اس کے لاشعوری اثرات کو ظاہر کرتا ہے[12]۔

Erik Erikson کی "Psychosocial Development Theory" کے مطابق شخصیت کی نشوونما ایک سماجی اور نفسیاتی عمل ہے جو مختلف مراحل میں فرد کے معاشرتی تجربات سے تشکیل پاتا ہے۔ ان کے آٹھ مراحل پر مشتمل نظریے میں پانچواں مرحلہ "شناخت بمقابلہ کردار میں الجھن" (Identity vs. Role Confusion) خاص طور پر نوجوانی کے دور میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس مرحلے میں فرد اپنی ذات، اقدار اور نظریات کو جانچنے اور اپنانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اپنی شناخت تشکیل دے سکے۔ اس عمل میں سماجی تعاملات، خاندانی ماحول، تعلیمی ادارے اور رول ماڈلز بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ نوجوان اکثر دوسروں کی تقلید، مشاہدہ اور مکالمے کے ذریعے اپنے نظریات بناتے اور ذات کی پہچان حاصل کرتے ہیں۔ اگر اس مرحلے میں فرد کو مثبت رہنمائی نہ ملے یا اسے سماجی سطح پر الجھنوں اور تضادات کا سامنا ہو تو وہ شناخت کے بحران (identity crisis) کا شکار ہو سکتا ہے جو اس کی مستقبل کی شخصیت اور معاشرتی کردار پر گہرے اثرات مرتب کر سکتا ہے۔

According to Erik Erikson, during the stage of identity vs. role confusion, which occurs during adolescence, individuals explore different roles and identities. Social interaction and the presence of role models play a crucial role in helping them form a stable sense of self. Through imitation and internalization of observed behaviours, adolescents begin to establish their personal identity[13].

تعلیم بالعمل دراصل اسی فطری نفسیاتی میکانزم کو استعمال کرتی ہے جس کے تحت انسان سیکھنے کے عمل میں مشاہدہ اور تقلید سے گزر کر شعور حاصل کرتا ہے۔ جب ایک استاد کسی مثبت اخلاقی قدر یا عمل کو خود اپنے کردار سے ظاہر کرتا ہے تو طلبہ غیر شعوری طور پر اسے اپنا لیتے ہیں۔ یہ عمل محض معلومات کی ترسیل نہیں رہتا بلکہ تربیتِ کردار، رویے کی اصلاح اور شخصی نکھار کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یوں تقلید تعلیم کو نظریاتی حدود سے نکال کر عملی، محسوساتی اور اثر انگیز بنا دیتی ہے، جو نہ صرف سیکھنے کے عمل کو دیرپا بناتی ہے بلکہ اسے زندگی سے جڑا ہوا اور بامعنی بھی کر دیتی ہے۔

تقلید، نیوروسائنس، اور تدریس بالعمل کا ایک عصبیاتی و نفسیاتی جائزہ

تقلید (Imitation) اور تعلیم بالعمل (Action-Based Learning) کو نیوروسائنس ایک سادہ تدریسی حکمتِ عملی نہیں بلکہ ایک فطری، عصبیاتی (neurological) اور سائنسی حقیقت کے طور پر پیش کرتی ہے۔ انسانی دماغ میں موجود "*Mirror Neurons*" وہ نیورونز ہیں جو اُس وقت متحرک ہوتے ہیں جب کوئی شخص خود کوئی عمل کرتا ہے یا کسی دوسرے کو وہی عمل کرتے دیکھتا ہے۔ یہ نیورل ہم آہنگی

(Neural Synchronization) نہ صرف سیکھنے کو مؤثر بناتی ہے بلکہ کردار سازی اور جذباتی وابستگی کو بھی مضبوط کرتی ہے۔ تقلید انسان کی فطری صلاحیتوں میں سے ایک ہے جو ابتدائی عمر ہی سے دماغی ساخت کا حصہ ہوتی ہے۔ نیوروسائنس اس حقیقت کو محض مشاہدے یا سادہ سیکھنے کا عمل نہیں سمجھتی بلکہ اس کے پیچھے موجود نیورل میکانزم (Neural Mechanism) کو عملی اور جذباتی سیکھنے سے جوڑتی ہے۔ 1990ء کی دہائی میں Giacomo Rizzolatti اور ان کے ساتھیوں نے بندروں پر تجربات کے دوران دریافت کیا کہ کچھ نیورونز اُس وقت متحرک ہوتے ہیں جب بندر خود کوئی عمل کرتا ہے یا کسی اور کو وہی عمل کرتے دیکھتا ہے جنہیں *Mirror Neurons* کہا گیا۔ یہی نیورونز انسانی دماغ میں بھی *premotor cortex* اور *inferior parietal lobe* میں پائے جاتے ہیں۔ Rizzolatti & Craighero (2004) کے مطابق:

[11] Vygotsky, L. S. Mind in Society: The Development of Higher Psychological Processes. Cambridge, MA: Harvard University Press, 1978.
[12] Freud, Sigmund. The Ego and the Id. London: Hogarth Press, 1923.
[13] Erikson, Erik H. Identity: Youth and Crisis. New York: W. W. Norton & Company, 1968.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

“Mirror neurons allow us to learn through imitation, understanding actions, and even feeling empathy.[14]”

"مرر نیورونز ہمیں تقلید کے ذریعے سیکھنے، افعال کو سمجھنے اور حتیٰ کہ ہمدردی محسوس کرنے کے قابل بناتے ہیں۔"

" Action–Based Learning" (ABL) وہ تدریسی انداز ہے جس میں سیکھنے والا براہِ راست عمل کے ذریعے دیکھ کر یا کسی اور کو کرتے دیکھ کر سیکھتا ہے۔

نیوروسائنس کے مطابق اس طرزِ تدریس سے *Mirror Neuron System* فعال ہوتا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف علمی (Cognitive) سیکھنے میں بہتری آتی ہے بلکہ جذباتی ہم آہنگی، اقدار کی منتقلی اور کردار سازی بھی بہتر انداز میں ممکن ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر ایک استاد ایمانداری یا تحمل کا مظاہرہ کرے تو طلبہ نہ صرف اس رویے کو دیکھتے ہیں بلکہ *Mirror Neurons* کے ذریعے اسے محسوس کرتے اور اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ماہرِ نفسیات Erik Erikson کے مطابق نوجوانی کا مرحلہ ”Identity vs. Role Confusion“ کہلاتا ہے جس میں نوجوان اپنے اردگرد کے کرداروں کو دیکھ کر اپنی شناخت بناتے ہیں۔

"In adolescence, the choice of role models becomes critical for identity formation."

"نوجوانی میں رول ماڈلز کا انتخاب شناخت کی تشکیل کے لیے نہایت اہم ہو جاتا ہے۔"

Mirror Neuron System نہ صرف جسمانی عمل کو بلکہ ارادے (intentions) اور جذبات کو بھی سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب طلبہ استاد کی کسی اخلاقی یا سماجی قدر پر مبنی عمل کو دیکھتے ہیں تو وہ ان کے لیے سیکھنے کا محرک بن جاتا ہے۔ Iacoboni (2009) کے مطابق:

“The same neural circuits that fire when we act, fire when we observe someone else acting. This is the neurological basis of empathy, imitation, and culture[15].”

"وہی نیورل سرکٹس جو ہمارے عمل کرنے پر متحرک ہوتے ہیں اُس وقت بھی فعال ہو جاتے ہیں جب ہم کسی اور کو وہی عمل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہی ہمدردی، تقلید اور ثقافت کی عصبی بنیاد ہے۔"

تدریس بالعمل (Action–Based Teaching) انسانی فطرت میں موجود اُس عصبیاتی نظام سے فائدہ اٹھاتی ہے جو سیکھنے، سمجھنے اور کردار سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ نیوروسائنس کے مطابق جب استاد کسی مثبت عمل کو خود انجام دیتا ہے تو طلبہ صرف الفاظ کے ذریعے نہیں بلکہ دیکھنے، مشاہدہ کرنے اور جذباتی وابستگی کے ذریعے بھی سیکھتے ہیں۔ "*Mirror Neurons*" کا یہ نظام جو " Rizzolatti & Craighero (2004) " کے مطابق نہ صرف تقلید بلکہ ہمدردی اور سماجی سیکھنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ انسان سیکھنے کے دوران محض علمی یا زبانی ترسیل پر انحصار نہیں کرتا بلکہ مشاہداتی اور عملی تجربات سے زیادہ گہرے اثرات حاصل کرتا ہے۔ اس لیے تدریس بالعمل نہ صرف ایک مؤثر تعلیمی طریقہ ہے بلکہ ایک عصبیاتی اور فطری ضرورت بھی ہے جو سیکھنے کو پائیدار، اقدار پر مبنی اور شخصی ارتقاء کا ذریعہ بناتی ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں تقلید کا عملی اطلاق

اسلام میں عبادات صرف اللہ تعالیٰ سے روحانی تعلق قائم کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ ایک ہمہ گیر نظامِ تربیت بھی ہیں جو انسان کی روح، جسم، اخلاق اور سماج کو سنوارتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں عبادات اور دیگر دینی احکام کی تعلیم کا طریقہ محض زبانی نصیحتوں پر مبنی نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے "تعلیم بالعمل" یعنی خود عمل کر کے سکھانے کے اصول کو اپنایا جو جدید تعلیم میں "Teaching by Example" کہلاتا ہے۔ آپ ﷺ نے وضو، نماز، زکوٰۃ، حج، اخلاق، قیادت، خاندانی معاملات اور سماجی آداب جیسے تمام شعبوں میں عملی نمونہ پیش کیا یہاں تک کہ گھریلو زندگی میں بھی شریک ہو کر صحابہؓ اور امت کو سکھایا کہ دین صرف مسجد کا عمل نہیں بلکہ زندگی کا

[14] Rizzolatti, Giacomo, and Laila Craighero. 2004. “The Mirror-Neuron System.” Annual Review of Neuroscience 27: 169–192.

[15] Iacoboni, M. (2009). *Mirroring People: The New Science of How We Connect with Others*. New York: Picador. *(p. 43)*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مکمل ضابطہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ تدریس اس بات کی زندہ مثال ہے کہ تعلیم وہی مؤثر ہوتی ہے جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی اصول فرد، معاشرے اور امت کی تعمیر کی بنیاد بنتا ہے۔

نماز کی تدریس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تدریسی انداز نہایت مؤثر، حکمت بھرا اور انسانی فطرت کے عین مطابق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی تعلیم صرف الفاظ کے ذریعے نہیں دی بلکہ ہر بات کو عمل سے سکھایا۔ یہی تعلیم بالعمل کا وہ اصول ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ میں جھلکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل ایک نمونہ اور ہر قول ایک رہنما اصول تھا خاص طور پر عبادات کے معاملے میں اس انداز کو اپنایا گیا۔ اسی عملی تعلیم کی ایک روشن مثال درج ذیل حدیث میں موجود ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"[16]

"نماز اس طرح پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔"

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے تمام افعال کو صرف زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر امت کے سامنے ادا فرمایا تاکہ لوگوں کو کسی شک وشبہ کا سامنا نہ ہو۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کی ہیئت، قیام، رکوع، سجدہ، تشہد اور سلام ان سب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ کو اپنانا فرض ہے۔[17] امام نوویؒ نے اس حدیث کو نماز کے افعال میں اجتہاد کی گنجائش کو محدود کرنے والی قرار دیا ہے۔ یعنی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طریقہ واضح کر دیا تو اب کسی اور طریقے کو اختیار کرنا درست نہیں۔ یہ حدیث امت کے لیے نماز کے سیکھنے کا معیار بھی مقرر کرتی ہے۔[18] یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ایک دینی ہدایت نہیں بلکہ تعلیم و تربیت کے جدید اصولوں کی روشنی میں ایک گہری نفسیاتی حکمت بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ خاص طور پر یہ طرزِ عمل اُس نظریے کو تقویت دیتا ہے جسے نفسیات میں "مشاہداتی تعلیم (Observational Learning)" کہا جاتا ہے جس کے مطابق انسان سیکھنے کے عمل میں محض سننے یا پڑھنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ دوسروں کے رویوں اور اعمال کا مشاہدہ کر کے مؤثر انداز میں سیکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تدریسی اصول کو اپنی سیرت میں اس طرح شامل کیا کہ صحابہؓ نہ صرف آپ کی زبان سے علم حاصل کرتے بلکہ آپ کے افعال، برتاؤ اور فیصلوں سے کردار، رویے اور آدابِ زندگی سیکھتے تھے۔ یہی تدریس بالعمل کا وہ مؤثر انداز ہے جو ذہنوں کو قائل کرتا ہے اور دلوں کو متاثر کر کے پائیدار تربیت فراہم کرتا ہے۔

وضو کی تعلیم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ:

اسلامی تعلیمات میں عبادات کا سیکھنا اور سکھانا محض الفاظ یا تحریر پر مبنی نہیں بلکہ عملی مشاہدے اور تربیتی عمل سے جڑا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف نماز بلکہ وضو جیسے اہم عمل کی تعلیم بھی تعلیم بالعمل کے اصول کے تحت دی۔ وضو جو کہ نماز کی شرط ہے اس کی ادائیگی کا عملی نمونہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے عمل سے صحابہ کرامؓ کو سکھایا۔

عن عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ":مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

پھر فرمایا:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا[19]"

حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ

"جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور دو رکعت نماز اس خشوع سے پڑھی کہ دل میں دنیا کا خیال نہ آیا ہو تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

---

[16] امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (صحیح بخاری)، حدیث: 631 (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2004)۔

[17] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 2، صفحہ 2/211 (بیروت: دار المعرفۃ،

[18] امام نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، 4/132 (بیروت: دار إحیاء التراث العربی

[19] امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، کتاب الوضوء، باب فضل من استکمل الوضوء، حدیث: 159 (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2004)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

علامہ طیبیؒ شرح مشکاۃ المصابیح میں وضو اور نماز کی عملی تعلیم کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"یہ حدیث وضو اور نماز کی روحانیت اور خلوص کو سکھانے کے ساتھ ساتھ عملی مشاہدے کے اصول پر مبنی ہے جو سچے معلم کا طریقہ ہوتا ہے[20]"۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں نبی ﷺ نے نہ صرف وضو کی ظاہری کیفیت بتائی بلکہ اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔ دو رکعت نماز میں دل کا حاضر ہونا اور خیالات سے پاک ہونا(لا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ) شرط ہے جو خشوع کی اعلیٰ مثال ہے۔[21]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبادات کی تعلیم میں عملی مظاہرہ کو اختیار فرمایا۔ آپ ﷺ نے نماز، وضو اور دیگر عبادات خود کر کے سکھائیں تاکہ سیکھنے والے بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ حضرت عثمانؓ کا وضو کر کے دکھانا اور سنتِ نبویؐ کا حوالہ دینا اس طریقے کی تائید ہے۔ ایسے اعمال کو کر کے سکھانا الفاظ سے زیادہ مؤثر اور واضح ہوتا ہے کیونکہ اس میں عمل کے وہ باریک نکات بھی سکھائے جاسکتے ہیں جو صرف الفاظ سے ممکن نہیں۔۔ یہ طریقہ اسلامی تربیت میں "تعلیم بالعمل" کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ اس کے سب سے اعلیٰ معلم تھے۔۔

تعلیم بالعمل کے اثرات

نماز اور وضو کی تعلیم میں درج ذیل تربیتی اصول واضح نظر آتے ہیں:

سیرتِ نبوی ﷺ کی مثال	وضاحت	تربیتی قدر
نماز کا مکمل عملی مظاہرہ	طلبہ عمل دیکھ کر بہتر سیکھتے ہیں	وضاحت
نماز کی غلطی کرنے والے صحابی کو سکھانا	غلطی پر نرمی سے تربیت اور عمل کے ذریعے اصلاح	عملی اصلاح
حضرت عثمانؓ کا وضو کر کے سکھانا	علم نسل در نسل عمل کے ذریعے منتقل ہوتا ہے	نقل پذیری
نماز و وضو میں سکون، ترتیب اور توجہ	عبادات سے ضبطِ نفس، عاجزی اور خشوع پیدا ہوتا ہے	کردار سازی

نبی کریم ﷺ کی تعلیم کا یہ انداز صرف انفرادی سطح پر محدود نہ تھا بلکہ نسل در نسل تربیت کا ذریعہ بنا۔ عبادات کی تعلیم میں تعلیم بالعمل نے معاشرے کو نہ صرف باعمل مسلمان دیے بلکہ ایک ایسا نظامِ تربیت متعارف کروایا جس میں صرف الفاظ نہیں بلکہ عمل نے اصل کردار ادا کیا۔

نبی کریم ﷺ نے عبادات کی تعلیم میں جس تعلیم بالعمل کو اپنایا وہ آج کے دور کے اساتذہ اور معلمین کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ اس اندازِ تدریس میں محبت، بصیرت، ضبط اور عمل شامل ہے۔ تعلیم صرف معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ عملی تربیت اور قلبی تبدیلی کا نام ہے اور سیرتِ نبوی ﷺ اس کی کامل مثال ہے۔

تعلیم بالعمل میں مشاہداتی تعلیم (Observational Learning) کا نفسیاتی پہلو

مشاہدے سے سیکھنا (Observational Learning) ایک اہم نفسیاتی اصول ہے جس کے تحت انسان دوسروں کے عمل کو دیکھ کر سیکھتا ہے۔ یہ طریقہ فرد کی سوچ، جذبات اور رویوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے کیونکہ اس میں وہ صرف سننے یا پڑھنے کے بجائے عملی نمونہ دیکھ کر سیکھتا ہے۔ اس عمل میں رہنما یا استاد کا طرزِ عمل بطور نمونہ اختیار کیا جاتا ہے جو سیکھنے والے کے اندر تقلید، تحریک اور کردار کی تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ (Observational Learning) تعلیم بالعمل کا ایک بنیادی اور مؤثر پہلو ہے جسے معروف ماہرِ نفسیات البرٹ بینڈورا (Albert Bandura) نے 1977ء میں اپنے "Social Learning Theory" میں تفصیل سے واضح کیا۔ بینڈورا کے مطابق انسان کا زیادہ تر رویّہ اور علم دوسروں کا مشاہدہ کر کے اس ذریعے سیکھا جاتا ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"Most human behaviour is learned observationally through modelling: from observing others, one forms an idea of how new behaviours are performed.[22]"

" انسانی رویے کا بیشتر حصہ مشاہدے اور نمونہ سازی کے ذریعے سیکھا جاتا ہے جب انسان دوسروں کو دیکھتا ہے تو وہ یہ تصور قائم کرتا ہے کہ نئے رویے کس طرح انجام دیے جاتے ہیں۔" اس نظریہ کی روشنی میں جب استاد یا والدین خود کسی مثبت عمل مثلاً دیانت، وقت کی پابندی یا حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں تو طلبہ اس عمل کو نہ صرف

[20] الطیبی، شرح المشکاۃ، 2/218(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2001)

[21] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، 1/248(بیروت: دار المعرفۃ

[22] Albert Bandura, *Social Learning Theory* (Englewood Cliffs, NJ: Prentice Hall, 1977), 22-

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ذہنی طور پر قبول کرتے ہیں بلکہ اسے تقلیدی طور پر اپنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشاہداتی سیکھنا صرف علمی معلومات تک محدود نہیں بلکہ کردار سازی، رویّوں کی تبدیلی اور جذباتی نشوونما میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ تعلیم بالعمل اسی نفسیاتی اصول پر استوار ہے جو سیکھنے کو زیادہ دیرپا، فطری اور بااثر بناتا ہے۔

Ormrod (2016) کی کتاب Human Learning کے مطابق

" learning is not limited to listening or reading; when a learner observes a model performing an action, they not only understand it more deeply but also try to apply it in real life.[23]"

"سیکھنے کا عمل صرف سُننے یا پڑھنے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ جب کوئی سیکھنے والا اپنے استاد یا کسی ماڈل کو عمل کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ نہ صرف اس عمل کو گہرائی سے سمجھتا ہے بلکہ اسے عملی زندگی میں اپنانے کی کوشش بھی کرتا ہے"۔ البرٹ بندورا (1977) نے اس بات پر زور دیا کہ زیادہ تر انسانی رویے دوسروں کے عمل کو دیکھ کر سیکھے جاتے ہیں یعنی جب کوئی فرد کسی اور کو عمل کرتے دیکھتا ہے تو وہ اسے نقل کرتا ہے۔ بندورا (1986) کے مطابق

“Learning would be exceedingly laborious, not to mention hazardous, if people had to rely solely on the effects of their own actions to inform them what to do. Fortunately, most human behaviour is learned observationally through modelling[24].”

یہ سیکھنے کا طریقہ نہ صرف کسی عمل کو انجام دینے کا طریقہ سکھاتا ہے بلکہ یہ بھی سمجھاتا ہے کہ کب اور کیوں وہ عمل ضروری ہے۔ ملر اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں

children learn behaviours such as aggression, prosocial actions, and gender roles by observing others. This highlights the critical role of observation and modelling in early personality development.[25]

"بچے دوسروں کے رویے کو دیکھ کر سیکھتے ہیں خاص طور پر جارحیت، معاشرتی تعاون اور صنفی کردار جیسے رویے جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بچپن میں مشاہدہ اور ماڈلنگ شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں"۔ کہ جب سیکھنے والا کسی قابلِ احترام یا قریبی ماڈل کو عمل کرتے دیکھتا ہے تو وہ اس عمل کو گہرائی سے اپناتا ہے اور حقیقی زندگی میں اس کی پیروی کرتا ہے۔ شنک (2012) کے مطابق

“Observational learning allows learners to acquire new behaviours rapidly and efficiently, especially when the model is perceived as competent, powerful, or similar to the observer.”

"مشاہداتی سیکھنا اس وقت زیادہ مؤثر ہوتا ہے جب ماڈل قابل، پر اعتماد یا سیکھنے والے کے جیسا ہو۔ یہ طریقہ سیکھنے کو نہ صرف تیز بناتا ہے بلکہ فطری اور جذباتی طور پر زیادہ مؤثر بھی بناتا ہے"۔ مشاہداتی سیکھنا صرف ایک تدریسی طریقہ نہیں بلکہ انسانی نفسیات اور سیکھنے کے فطری عمل کا بنیادی ستون ہے۔ جب انسان دوسروں کے عمل کو دیکھ کر سیکھتا ہے تو نہ صرف اس کے علم میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس کے رویوں، عادات اور کردار میں بھی مثبت تبدیلی آتی ہے۔ یہ طریقہ تربیت، تعلیم اور شخصیت سازی کے تمام مراحل میں مؤثر ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں سیکھنے والا نہ صرف سننے یا پڑھنے پر انحصار کرتا ہے بلکہ براہِ راست عمل دیکھ کر سیکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم بالعمل کے اس اصول کو اپنانا فرد اور معاشرے کی فکری و اخلاقی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے۔

مشاہداتی تعلیم کا نیوروسائنس پہلو:

مشاہداتی تعلیم (Observational Learning) ایک ہمہ جہت نفسیاتی، علمی اور عصبی (neuro-cognitive) عمل ہے جس کے ذریعے انسان دوسروں کے افعال، رویوں اور جذبات کو محض دیکھنے کے ذریعے سیکھتا ہے چاہے وہ خود اس عمل میں براہِ راست شریک نہ ہو۔ نیوروسائنس کے مطابق اس عمل کی بنیاد "mirror neurons" پر ہے جو کسی دوسرے کو عمل کرتے دیکھ کر خود بھی فعال ہو جاتے ہیں جیسے سیکھنے والا خود وہی عمل کر رہا ہو۔ یہ نیورونز نہ صرف حرکات کی نقل سیکھنے میں مدد دیتے ہیں بلکہ دوسروں کے جذبات اور ارادوں کو سمجھنے میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح مشاہداتی لرننگ صرف معلوماتی نقل پر مبنی نہیں بلکہ یہ دماغی،

---

[23] Jeanne Ellis Ormrod, *Human Learning*, 7th ed. (Boston: Pearson, 2016)

[24] Albert Bandura, *Social Foundations of Thought and Action: A Social Cognitive Theory* (Englewood Cliffs, NJ: Prentice-Hall, 1986)

[25] Paul H. Miller, *Theories of Developmental Psychology*, 5th ed. (New York: Worth Publishers, 2010)،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

جذباتی اور اخلاقی نشوونما کا ایک جامع ذریعہ ہے جو فرد کے علم، کردار اور رویے کی متوازن تشکیل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ نیوروسائنس کے ماہرین نے دماغ میں کچھ خاص خلیے دریافت کیے ہیں جنہیں "mirror neurons" "میرر نیورونز" کہا جاتا ہے۔ یہ خلیے اس وقت کام کرتے ہیں جب ہم خود کوئی کام کرتے ہیں اور اس وقت بھی جب ہم کسی دوسرے کو وہی کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ نیورونز بنیادی طور پر "premotor cortex" اور "inferior parietal lobule" میں واقع ہوتے ہیں۔ James Zull (2002) کے تجرباتی تعلیمی ماڈل کے مطابق:

"Learning is the conversion of information to knowledge through the engagement of all brain regions — sensory input, integration, decision-making, and action."[26]

جب کوئی فرد مشاہدے کے بعد کسی عمل کو خود دہراتا ہے تو Motor Cortex (عمل کی تیاری)، Sensory Cortex (حسی تجربہ) اور Prefrontal Cortex (فیصلہ سازی) یہ تمام حصے بیک وقت متحرک ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں نیورل راستے (neural pathways) مضبوط ہوتے ہیں اور سیکھا ہوا علم طویل مدتی یادداشت (long-term memory) میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ (Rizzolatti & Craighero, 2004) کی تحقیق کے مطابق ان کا کام صرف ظاہری حرکات کی نقل تک محدود نہیں بلکہ یہ دوسرے شخص کے جذبات کو محسوس کرنے (Empathy) اور اس کے ارادے کو سمجھنے (Intention Understanding) میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں[27]۔ یعنی جب بچے یا بڑے کسی کو دیکھ کر سیکھتے ہیں تو صرف ظاہری حرکتیں ہی نہیں سیکھتے بلکہ وہ جذبات اور نیتیں بھی سمجھتے ہیں جو تعلیم کو زیادہ مؤثر اور دیرپا فائدہ مند بنا دیتے ہے۔ اسی طرح Ormrod (2016) کی کتاب *Human Learning* بھی یہی مؤقف اختیار کرتی ہے کہ تحریک اور استاد کے عملی نمونے سیکھنے کو مؤثر اور جذباتی بلکہ پائیدار بھی بنا دیتے ہیں[28]۔ (LeDoux, 1996) کی تھیوری میں جدید نیوروسائنس کے مطابق سیکھنے کے عمل میں جذباتی تجربات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جب مشاہدہ سے سیکھنے کے دوران محبت، خوف یا ہمدردی جیسے جذبات شامل ہوں تو دماغ کا "Amygdala" متحرک ہو جاتا ہے جو جذباتی یادداشت کو مضبوط بناتا ہے۔ اس طرح جذباتی وابستگی نہ صرف سیکھنے کو مؤثر بناتی ہے بلکہ اسے دیرپا اور بامعنی بھی بنا دیتی ہے[29]۔

قیادت کے ذریعے مشاہداتی تعلیم کا نبوی ﷺ ماڈل

نبی کریم ﷺ کی قیادت کا ماڈل جو تعلیم بالعمل پر مبنی تھا جو آج کے جدید انتظامی اور قیادت کے تصورات میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ موجودہ دور کی "Transformational Leadership" اور "Servant Leadership" جیسے نظریات نبی ﷺ کی سیرت سے مکمل ہم آہنگ نظر آتے ہیں جہاں ایک قائد صرف احکام دینے والا نہیں بلکہ عمل سے راہ دکھانے والا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف میدانِ جنگ میں بلکہ گھریلو، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی ہر شعبے میں خود عملاً شریک ہو کر قیادت کی۔ غزوۂ خندق کے دوران آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر خندق کھودی، مسجد نبوی کی تعمیر میں اینٹیں اٹھائیں اور فاقہ کشی کے عالم میں بھی اپنی جماعت کی قیادت جاری رکھی۔ آپ ﷺ نے مساوات، شفقت، عدل، مشورہ اور قربانی جیسے اوصاف کو محض تبلیغی خطبات میں بیان نہیں کیا بلکہ اپنی عملی زندگی سے ان کا نمونہ پیش کیا۔ یہی قیادت کا وہ تصور ہے جو جدید دنیا کو سیکھنا چاہیے کہ ایک سچا لیڈر وہی ہوتا ہے جو پہلے خود وہ عمل کرے جس کی وہ توقع دوسروں سے رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کی قیادت کا ماڈل آج بھی اداروں، اسکولوں، حکومتوں اور کمیونٹیز کے لیے ایک لازمی نصاب بن سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی قیادت محض اقوال پر مبنی نہ تھی بلکہ وہ ایک زندہ، فعال اور عملی قیادت تھی جو تعلیم بالعمل (Teaching by Example) کے اصول پر قائم تھی۔ آپ ﷺ نے ہر معاملے میں خود کو ایک عملی نمونہ بنا کر پیش کیا خواہ وہ جسمانی مشقت ہو، اخلاقی تربیت ہو یا قیادت کا کوئی نازک مرحلہ ہو۔ غزوۂ خندق جیسے کٹھن موقع پر نبی ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ مل کر خندق کھودی، کدال چلائی، مٹی اٹھائی اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ ایک سچا رہنما وہی ہوتا ہے جو مشکل وقت میں صفِ اول میں کھڑا ہو۔

---

[26] James E. Zull, *The Art of Changing the Brain: Enriching the Practice of Teaching by Exploring the Biology of Learning* (Sterling, VA: Stylus Publishing, 2002)

[27] Giacomo Rizzolatti & Laila Craighero, "The Mirror-Neuron System," *Annual Review of Neuroscience* 27 (2004): 169–192-

[28] Jeanne Ellis Ormrod, *Human Learning*, 7th ed. (Boston: Pearson, 2016)

[29] Joseph LeDoux, *The Emotional Brain: The Mysterious Underpinnings of Emotional Life* (New York: Simon & Schuster, 1996)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَلَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ[30]"

"میں نے نبی ﷺ کو خندق کے دن ہمارے ساتھ مٹی ڈھوتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ مٹی نے آپ ﷺ کے شکمِ مبارک کو ڈھانپ لیا اور آپ فرمارہے تھے "اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔"' علامہ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے صرف روحانی رہنما بن کر نہیں بلکہ عملی محنت کر کے امت کے سامنے ایک مثالی قائد کی تصویر پیش کی۔ آپ ﷺ کی یہ دعا اخلاص، امت کی محبت اور دنیا سے بے رغبتی کی علامت ہے "[31]۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نبی ﷺ کی تواضع اور عملی قیادت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے جسمانی مشقت میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرکت کی تاکہ امت کو عمل اور اخلاص کا عملی درس ملے۔ دعا میں آخرت کی ترجیح اور جماعت کے لیے مغفرت طلب کرنا آپ ﷺ کے انکسار اور امت دوستی کو ظاہر کرتا ہے۔[32] یہ منظر نبی ﷺ کی قیادت کا نادر نمونہ ہے جہاں انہوں نے عملی شمولیت، مساوات اور روحانی حوصلہ افزائی کے ذریعے سکھایا کہ قائد صرف حکم دینے والا نہیں بلکہ عمل سے رہنمائی کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی طرح قیادت میں عدل و انصاف کے قیام کے سلسلے میں نبی ﷺ کی تعلیم بھی عملی مظاہرہ تھی۔ ایک بااثر خاتون فاطمہ بنت اسود نے چوری کی تو صحابہؓ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ذریعے سفارش کی۔ نبی کریم ﷺ نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ؟ فَوَاللَّهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا[33] "

"کیا تم اللہ کی مقرر کردہ سزا کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

شیخ صالح الفوزانؒ کے مطابق یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی شریعت میں شخصیت نہیں بلکہ عمل کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اگر کوئی سفارش کرے تو یہ شریعت کی توہین ہے اور نبی ﷺ نے ایسے عمل کو سختی سے رد کیا۔[34] شیخ عبدالعزیز بن بازؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث عدل اسلامی کی عظمت اور حدود اللہ کی غیر متبدل حیثیت کو بیان کرتی ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ اسلامی ریاست میں قانون سب کے لیے یکساں ہے چاہے وہ حکمران کا قریبی ہو یا عام فرد۔[35] یہ عمل نبی ﷺ کی اس غیر متزلزل قیادت کی دلیل ہے جو تعلقات، خاندانی اثر یا سماجی حیثیت سے بالاتر ہو کر صرف اصول و قانون کی بنیاد پر فیصلے کرتی ہے۔ یہ تعلیم بالعمل ہی تھی کہ آپ ﷺ نے انصاف کی اس بلند مثال کو عملی صورت میں نافذ کیا اور امت کو سکھایا کہ قیادت کا جوہر اقوال میں نہیں بلکہ کردار اور عمل میں پوشیدہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی قیادت، عدل اور تربیت کے یہ تمام پہلو مشاہداتی تعلیم کا بہترین نمونہ ہیں جہاں آپ ﷺ نے صرف زبانی ہدایات نہیں دیں بلکہ اپنے عمل سے ایک زندہ مثال قائم کی۔ آپ ﷺ کی زندگی نے یہ ثابت کیا کہ کردار سازی اور سیکھنے کا مؤثر ترین طریقہ وہی ہے جس میں شاگرد استاد کے عمل کو مشاہدہ کرے، جذباتی وابستگی سے سیکھے اور سیکھے ہوئے کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے۔ یہی وہ تعلیم بالعمل ہے جو ایک فرد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو سنوارتی ہے۔

جذباتی وابستگی (Emotional Attachment) اور تعلیم بالعمل کا نفسیاتی پہلو

جذباتی وابستگی (Emotional Attachment) تعلیم بالعمل کا ایک اہم اور اثر انگیز پہلو ہے کیونکہ سیکھنے کا عمل صرف معلومات کے تبادلے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ انسانی تعلق، اعتماد اور باہمی ربط پر گہرے انداز میں انحصار کرتا ہے۔ معروف ماہر نفسیات جان باؤلبی (John Bowlby-1969) نے اپنی Attachment Theory میں اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ:

---

[30] امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، حدیث:4104 (ریاض: دار السلام، 2004)۔

[31] عینی، عمدۃ القاری، 17/27 (بیروت: دار إحیاء التراث العربي،

[32] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، 7/406 (بیروت: دار المعرفۃ،

[33] امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، کتاب الحدود، حدیث:6788 (ریاض: دار السلام، 2000)۔

[34] علامہ ابن قدامۃ، شرح بلوغ المرام، 2/451 (ریاض: دار ابن الجوزی،

[35] شیخ عبدالعزیز بن باز، فتاویٰ ابن باز، 7/312 (ریاض: مکتبۃ الشاملۃ،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

“The propensity to make strong emotional bonds to particular individuals is a basic component of human nature.”[36]

"کسی مخصوص فرد سے مضبوط جذباتی تعلق قائم کرنے کا رجحان انسانی فطرت کا ایک بنیادی جز ہے۔" جب سیکھنے والے کو اپنے استاد، رہنما یا بزرگ سے ایک محفوظ، محبت بھرا اور قابلِ اعتماد تعلق حاصل ہوتا ہے تو وہ سیکھنے کے عمل میں نہ صرف دلجمعی سے شریک ہوتا ہے بلکہ اس کی ذہنی، سماجی اور جذباتی نشوونما بھی تیز ہو جاتی ہے۔ (Immordino-Yang 18) کے مطابق تعلیم بالعمل میں سکھانے والا محض معلومات دینے والا نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک عملی نمونہ اور کردار ساز ہوتا ہے جس کے اخلاص، رویے اور سلوک سے سیکھنے والے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں[37]۔ (Immordino-Yang and Damasio 70) کا نظریہ یہ ہے کہ ایسے ماحول میں سیکھنے والا اپنی الجھنوں اور خیالات کو بلا خوف و جھجک بیان کرتا ہے کیونکہ وہ محسوس کرتا ہے کہ مجھے سمجھا اور تسلیم کیا گیا ہے اور وہ خود کو قابلِ احترام محسوس کرتا ہے۔ اس طرح جذباتی وابستگی سیکھنے کو محض ایک ذہنی سرگرمی نہیں رہنے دیتی بلکہ اسے ایک زندہ، بامعنی اور شخصیت سازی کا عمل بنا دیتی ہے[38]۔ Pianta ، Hamreاور Stuhlman (2003) کے مطابق

"Children’s relationships with teachers are central to their emotional and academic development. Secure teacher-student relationships foster motivation, engagement, and deeper learning." [39]

بچوں کی جذباتی اور تعلیمی نشوونما میں اساتذہ کے ساتھ ان کے تعلقات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب طالبعلم اور استاد کے درمیان تعلق اعتماد اور احساسِ تحفظ پر مبنی ہوتا ہے تو بچے زیادہ پُرجوش، بااعتماد اور سیکھنے میں دلچسپی لینے والے بن جاتے ہیں۔ ایسے محفوظ تعلقات طلبہ کی سیکھنے کی رغبت کو بڑھاتے ہیں جو ان کی توجہ کو مرکوز کرتے ہیں اور علم کو زیادہ گہرائی سے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس بنا پر استاد کا صرف علم دینا کافی نہیں بلکہ اس کا شفقت آمیز رویہ طلبہ سے قربت اور اعتماد پیدا کرنا بھی تعلیمی کامیابی کا اہم ذریعہ ہے۔ مشاہداتی تعلیم کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ مؤثر تدریس محض معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ کردار، جذبے اور عمل کا امتزاج ہے۔ جب استاد اپنے عمل، برتاؤ اور اخلاص سے سبق دیتا ہے تو وہ نہ صرف طالبعلم کے ذہن بلکہ دل پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ ایک ایسا تعلیمی ماحول جہاں استاد خود ایک عملی نمونہ ہو وہ طلبہ کو نہ صرف علمی لحاظ سے مضبوط بناتا ہے بلکہ ان کی خود اعتمادی، تخلیقی صلاحیت اور سماجی شعور کو بھی جِلا بخشتا ہے۔ اس طرح تعلیم ایک نظریاتی عمل کے بجائے ایک جذباتی، سماجی اور شخصی تبدیلی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

جذباتی وابستگی اور نیوروسائنس

جدید نیوروسائنس بھی اس حقیقت کو ثابت کرتی ہے کہ سیکھنے کا عمل محض ایک علمی یا دماغی سرگرمی نہیں بلکہ ایک عصبیاتی (neurological) اور جذباتی (emotional) تجربہ بھی ہوتا ہے۔ دماغ میں موجود "امیگڈالا" (Amygdala) اور "Prefrontal Cortex" جذبات، یادداشت اور فیصلہ سازی کے اہم مراکز ہیں۔ جب کوئی طالبعلم ایک محفوظ، مثبت اور محبت بھرے تعلق میں سیکھتا ہے تو دماغ میں آکسیٹوسن (Oxytocin) جیسے ہارمون خارج ہوتے ہیں جو بھروسے اور تعلق

[36] Mary D. S. Ainsworth and John Bowlby, "An Ethological Approach to Personality Development," *American Psychologist* 46, no. 4 (1991): 333–341.
[37] M. H. Immordino-Yang & A. Damasio, "We Feel, Therefore We Learn: The Relevance of Affective and Social Neuroscience to Education," *Mind, Brain, and Education* 1, no. 1 (2007): 3–10-

[38] Mary Helen Immordino-Yang and Antonio Damasio, “We Feel, Therefore We Learn: The Relevance of Affective and Social Neuroscience to Education,” *Mind, Brain, and Education* 1, no. 1 (2007): 3–10.
[39] Robert C. Pianta, Bridget K. Hamre, and Michelle W. Stuhlman, “Relationships between Teachers and Children,” in *Handbook of Psychology*, vol. 7, ed. Irving B. Weiner (Hoboken, NJ: Wiley, 2003), 199–234.

کو مضبوط کرتے ہیں۔ اس سے" Prefrontal Cortex "زیادہ فعال ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں توجہ، جذباتی نظم و ضبط اور علمی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ Immordino-Yang and Damasio (2007) نے واضح کیا ہے کہ جب انسان سیکھتا ہے تو صرف معلومات حاصل نہیں کرتا بلکہ ان معلومات سے جذباتی طور پر جڑتا بھی ہے۔ جب کوئی بات ہمیں جذباتی طور پر متاثر کرے تو ہم اسے گہرائی سے سیکھتے اور طویل عرصے تک یاد رکھتے ہیں۔[40] اسی طرح LeDoux (1996) کے مطابق جب کوئی تجربہ جذباتی طور پر طاقتور ہو تو "امیگڈالا" اس تجربے کو حافظے میں محفوظ کرنے کے عمل (memory consolidation) کو مزید مؤثر بنا دیتی ہے یعنی جذباتی واقعات کو ہم زیادہ دیر تک یاد رکھتے ہیں۔[41] مزید برآں Zull (2002) بتاتے ہیں کہ جب طالبعلم سیکھنے کے عمل میں معنویت (meaningfulness) اور شخصی دلچسپی (personal relevance) محسوس کرتا ہے تو اس کا دماغ نئے علم کو پرانے تجربات سے جوڑ کر بہتر انداز میں سیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔[42] اسی اصول پر Mary Helen Immordino-Yang (2015) نے اپنی تحقیق میں زور دیا کہ تعلیم صرف دماغ کی غذا نہیں بلکہ دل کی بھی ضرورت ہے۔ جذبات دماغ کے تعلیمی حصوں کو فعال کرتے ہیں اور ان کے بغیر تعلیم ادھوری ہے[43]۔

نبی کریم ﷺ کی خاندانی معاملات جذباتی وابستگی کا عملی نمونہ

نبی کریم ﷺ نے خاندانی زندگی میں تعلیم بالعمل کا وہ روشن معیار قائم کیا جو قیامت تک ہر فرد کے لیے ایک رہنما اصول ہے۔ آپ ﷺ نے بیٹی کے ساتھ صرف محبت کا اظہار زبانی طور پر نہیں کیا بلکہ اپنے عمل سے دنیا کو سکھایا کہ بیٹی کو عزت، محبت اور مساوات دینا اسلامی معاشرت کا لازمی جزو ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی تمام بیٹیوں کے ساتھ شفقت، محبت، مساوات اور عزت کا جو عملی نمونہ پیش کیا وہ قیامت تک امت مسلمہ کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ حسنِ سلوک، قربانی، اور احترام کا وہ اعلیٰ معیار قائم کیا جو والدین اور معاشرے کے لیے ایک لازمی درس ہے۔ آپ ﷺ نے بیٹیوں کو محض رحمت قرار دے کر ہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے عمل سے یہ سکھایا کہ ان کی تعظیم، ان کے جذبات کا خیال، اور ان کی معاشرتی حیثیت کو تسلیم کرنا اسلامی معاشرت کا بنیادی اصول ہے۔ آپ ﷺ کا ہر عمل، ہر رویہ اور ہر سلوک ایک مکمل درسِ تربیت ہے جو تعلیم بالعمل کی سب سے خوبصورت اور مؤثر صورت ہے۔
جب حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ چومتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے۔ یہ سلوک فقط باپ کی شفقت نہیں بلکہ امت کو عملی درس تھا کہ بیٹیوں کو رحمت سمجھا جائے ان کی تعظیم کی جائے اور انہیں معاشرے میں باوقار مقام دیا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا

"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا[44]"

"فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی"۔ حضرت رقیہؓ کو آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا۔ جب وہ بیمار ہوئیں تو آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو غزوہ بدر سے پیچھے رہنے کی اجازت دی تا کہ وہ ان کی تیمارداری کر سکیں۔

"أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر عثمان أن يقيم عند رقية ويخلفه في بدر، فتوفيت رقية رضي الله عنها والنبي صلى الله عليه وسلم ببدر[45]"

---

[40] Mary Helen Immordino-Yang and Antonio Damasio, “We Feel, Therefore We Learn: The Relevance of Affective and Social Neuroscience to Education,” *Mind, Brain, and Education* 1, no. 1 (2007): 3–10.
[41] Joseph E. LeDoux, *The Emotional Brain: The Mysterious Underpinnings of Emotional Life* (New York: Simon & Schuster, 1996).
[42] James E. Zull, *The Art of Changing the Brain: Enriching the Practice of Teaching by Exploring the Biology of Learning* (Sterling, VA: Stylus Publishing, 2002).
[43] Mary Helen Immordino-Yang, *Emotions, Learning, and the Brain: Exploring the Educational Implications of Affective Neuroscience* (New York: W. W. Norton & Company, 2015).

[44] امام مسلم، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضل فاطمۃ بنت النبی ﷺ، حدیث: 2449 (ریاض: دار السلام، 2000)۔
[45] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، حدیث: 1329 (بیروت: دار ابن کثیر

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ڈاکٹر طٰہٰ جابر علوانی مطابق یہ احادیث اسلامی معاشرے میں بیٹی کے مکمل وقار، مساوات اور روحانی حیثیت کی دلیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فاطمہؓ کو صرف بیٹی نہیں سمجھا، بلکہ اسے اپنے وجود کا حصہ قرار دے کر بیٹی کی عظمت کو آفاقی درجہ دیا۔[46] امام نوویؒ نے ان احادیث کو بیٹی کے مقام کی شرعی دلیل قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق نبی ﷺ نے بیٹیوں کے جذبات، احترام اور تکریم کر کے اور ان کو اپنی ذات سے جوڑ کر امت کو سکھایا کہ بیٹی کی عزت کرنا گویا خود اپنی عزت کرنا ہے۔[47] یہ الفاظ تعلیم بالعمل کی وہ روحانی تفسیر ہیں جس میں قول کے ساتھ عمل کا امتزاج نظر آتا ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ اگر بیٹی کو عزت، مشورہ، روحانی تربیت اور محبت دی جائے تو نہ صرف خاندان سنورتا ہے بلکہ معاشرہ بھی تربیت یافتہ بنتا ہے۔ آپ ﷺ کا ہر عمل، ہر رویہ اور ہر تعلق ایک زندہ تعلیمی نصاب ہے جو آج کے والدین اور اساتذہ کے لیے عملی مثال فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی ازدواجی زندگی میں محبت، عزت اور عدل کے وہ عملی نمونے پیش کیے جن سے تعلیم بالعمل کا جوہر جھلکتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے، ان کی بات غور سے سنتے، ان کی دل جوئی کرتے اور کبھی کبھار ان کے ساتھ کھیلوں میں بھی شریک ہوتے۔

عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَت: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَأَنَا جَارِيَةٌ لَمْ أَحْمِلِ اللَّحْمَ، فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ، ثُمَّ لَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ، وَسَافَرْتُ مَعَهُ، سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي، فَقَالَ: «هٰذِهِ بِتِلْكَ[48]»

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک سفر کے دوران میرے ساتھ دوڑ لگائی اور میں جیت گئی پھر کچھ وقت بعد جب میں ذرا بھاری ہوگئی تو آپ ﷺ نے دوڑ میں مجھے ہرا دیا اور فرمایا: (یہ دوڑ اُس پہلی دوڑ کا بدلہ ہے) امام شوکانیؒ کے مطابق یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت میں تفریح اور مسرت جائز ہے بشرطیکہ وہ اخلاقی حدود میں ہو۔ نبی ﷺ کا مزاح اور خوش طبعی عزت، وقار اور محبت کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔[49] ڈاکٹر محمد العریفی کے مطابق یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ایک شوہر کو صرف معلم یا محافظ نہیں بلکہ محبت کرنے والا ساتھی بھی ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے دوڑ جیسے عام عمل کو محبت بھرے یادگار لمحے میں تبدیل کر دیا۔[50] یہ تعلیم بالعمل کی روشن مثال ہے کہ نبی ﷺ نے ازدواجی زندگی کو محبت، کھیل اور مثبت تعلق سے مزین کیا۔ آپ ﷺ نے نہ کبھی سختی کی نہ جبر بلکہ گھر کے کاموں میں شریک ہو کر مردوں کو سکھایا کہ بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک صرف زبانی دعویٰ نہ ہو بلکہ عملی رویہ ہو۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

"كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ[51] "

" آپ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کے کام کاج میں شریک ہوتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔" آپ ﷺ کا یہ طرزِ عمل ایک ایسا عملی سبق ہے جو ہر شوہر کو حسنِ سلوک، شفقت اور برابری سکھاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی تعلیم بالعمل کا ایک مکمل نمونہ ہے چاہے وہ بیوی سے محبت ہو، بیٹی کی عزت، ہر تعلق میں آپ ﷺ نے وہی سلوک اختیار کیا جو امت کے لیے رہتی دنیا تک سبق ہے۔ آپ ﷺ نے صرف نصیحت نہیں کی بلکہ ہر تعلق میں خود نمونہ بن کر دکھایا۔ آپ کی یہی روش اس بات کی دلیل ہے کہ تعلیم کا سب سے مؤثر طریقہ وہی ہے جو قول کے ساتھ عمل سے جُڑا ہو۔

تدریس بالعمل کا نفسیاتی تناظر میں سماجی و معاشرتی پہلو

تعلیم ایک ہمہ گیر سماجی عمل ہے جو فرد کی شخصیت کی تعمیر کے ساتھ ساتھ معاشرتی ہم آہنگی اور روابط کو بھی مستحکم کرتا ہے۔ یہ صرف نصابی معلومات کے حصول تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسا مربوط تجربہ ہے جس میں طالبعلم اپنے سماجی ماحول سے اثر لیتا ہے اس میں شامل ہوتا ہے اور ایک باشعور شہری کی صورت میں ابھرتا ہے۔ جب تعلیمی ماحول میں محبت، احترام، تحفظ اور قبولیت کا احساس غالب ہوتا ہے تو طالبعلم سیکھنے کے عمل میں ذہنی، جذباتی اور سماجی طور پر بھرپور شرکت کرتا ہے۔ وہ اساتذہ کو رہنما، والدین کو معاون اور ہم جماعتوں کو اپنی سماجی پہچان کا حصہ سمجھتا ہے۔ اس ماحول میں پیدا ہونے والی جذباتی وابستگی، طلبہ کے اندر خود اعتمادی، اظہارِ رائے، سماجی

[46] طٰہٰ جابر علوانی، المرأة المسلمة بين التقاليد والتجديد (ریاض: دار السلام، 2000)، صفحہ 144۔

[47] علامہ ابن قدامۃ، شرح صحیح مسلم، 15 / 202 (ریاض: دار السلام،

[48] احمد بن حنبل، مسند أحمد بن حنبل، جلد 6، حدیث 26194 (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001)۔

[49] محمد بن علی الشوکانی، نیل الأوطار من أسرار منتقی الأخبار، 6 / 293 (بیروت: دار الجیل، 1973)۔

[50] محمد عبد الرحمن العریفی، استمتع بحیاتک، صفحہ 143 (الریاض: دار المسلم، 2008)۔

[51] امام بخاری، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، کتاب الأدب، باب حسن المعاشرۃ مع الأھل، حدیث 6039 (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

شعور اور بین الشخصی ہنر کو فروغ دیتی ہے۔ یہ وابستگی انھیں تنہائی، احساسِ کمتری اور بے رخی جیسے نفسیاتی مسائل سے بچاتی ہے جس سے ان کی مجموعی شخصیت میں توازن اور معاشرتی ذمے داری پیدا ہوتی ہے۔ نتیجتاً تعلیم کا یہ سماجی پہلو نہ صرف فرد کو نکھارتا ہے بلکہ ایک پرامن، مربوط اور باہمی احترام پر مبنی معاشرے کی بنیاد بھی رکھتا ہے۔" Jean Lave & Etienne Wenger (1991) کی "Situated Learning Theory " کے مطابق جب طلبہ کو احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک باہم جڑے ہوئے معاشرتی نظام کا حصہ ہیں تو وہ زیادہ سنجیدگی سے سیکھتے ہیں۔

“Learning is a social process that occurs through participation in communities of practice.[52]”

“سیکھنا ایک سماجی عمل ہے جو مشترکہ مشق اور سماجی گروہوں میں شمولیت کے ذریعے ہوتا ہے۔” یہ وابستگی صرف استاد اور طالبعلم تک محدود نہیں رہتی بلکہ ہم جماعتوں کے ساتھ بھی ایک ایسا تعلیمی معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو سیکھنے کے عمل کو ایک باہمی سرگرمی میں بدل دیتا ہے۔ مثبت سماجی روابط طلبہ کو ایک احساسِ شمولیت فراہم کرتے ہیں جو ان کے جذبات کو منظم کرنے اور سیکھنے میں گہرائی پیدا کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔Wentzel, K. R., & Muenks, K. (2016) کے مطابق

"Positive social interactions contribute to a sense of belonging, which in turn supports emotional regulation and deeper engagement in learning.[53]"

" مثبت سماجی روابط طالبعلم میں شمولیت کے احساس کو فروغ دیتے ہیں، جو آگے چل کر جذباتی توازن اور سیکھنے میں گہری مشغولیت پیدا کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ "

Zins, Weissberg, Wang, & Walberg (2004), کی Building Academic Success on Social and Emotional Learning تھیوری کے مطابق

"Learning is socially and emotionally rooted. The quality of relationships with teachers and peers affects students’ motivation, engagement, and ultimately achievement[54]."

سیکھنے کا عمل جذباتی اور سماجی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ اساتذہ اور ہم جماعتوں کے ساتھ تعلقات کا معیار طلبہ کی محرکات، مشغولیت اور بالآخر کامیابی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس ماحول میں طالبعلم کا استاد کے ساتھ اعتماد پر مبنی تعلق اس کی سیکھنے کی دلچسپی اور کارکردگی کو بڑھاتا ہے

نیوروسائنس کی روشنی میں تعلیم کا معاشرتی پہلو(Social Emotional Learning)

نیوروسائنس کی تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ انسانی دماغ فطری طور پر ایک "سماجی عضو (social organ) " ہے جو تعلقات، جذبات اور باہمی تعاملات سے گہرا اثر لیتا ہے۔ جب طلبہ کو ایک معاون، ہمدرد اور تعلق خیز تعلیمی ماحول میسر آتا ہے تو ان کے دماغ کے سیکھنے سے متعلقہ حصے خاص طور پر "*Prefrontal Cortex*" زیادہ متحرک ہو جاتے ہیں جو توجہ، فیصلہ سازی اور جذباتی نظم و نسق میں مددگار ہوتے ہیں۔ یہ تعاون پر مبنی ماحول نہ صرف ان کی علمی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے بلکہ ان کے اندر سیکھنے کا جوش، خود اعتمادی اور سماجی حساسیت بھی پیدا کرتا ہے۔ نیوروسائنس کے مطابق اعتماد اور جذباتی تحفظ دماغ کی کارکردگی کے لیے ضروری ہیں خاص طور پر تعلیمی سیاق وسباق میں کیونکہ جب طلبہ اپنے اساتذہ اور ہم جماعتوں کے ساتھ مثبت تعلقات محسوس کرتے ہیں تو وہ علمی لحاظ سے زیادہ متحرک، مربوط اور پائیدار سیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تعلیم محض علمی معلومات کا تبادلہ نہیں بلکہ ایک گہرا سماجی عمل ہے جو جذباتی فضا، ثقافتی تناظر اور انسانی رشتوں کے ذریعے پروان چڑھتا ہے۔ لہٰذا تعلیم کے مؤثر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تدریسی ماحول میں ہمدردی، ربط، اعتماد اور باہمی تعاون کو فروغ دیا جائے۔ یہی ماحول طلبہ کے سیکھنے کے عمل کو نہ صرف آسان بناتا ہے بلکہ اس میں گہرائی اور پائیداری بھی پیدا کرتا ہے۔ Cozolino, L. (2013). کے مطابق نیوروسائنس بتاتی ہے کہ جب طلبہ کو ایک معاون، ہمدرد اور تعلق خیز ماحول میسر آتا ہے تو ان کا دماغ علمی مواد کو زیادہ مؤثر انداز میں جذب کرتا ہے۔

---

52 Jean Lave and Etienne Wenger, *Situated Learning: Legitimate Peripheral Participation* (Cambridge: Cambridge University Press, 1991).

53 Kristen R. Wentzel and Katherine Muenks, “Social Influences on Students’ Motivation,” *Educational Psychologist* 51, no. 3–4 (2016): 196–210.

54 Joseph E. Zins, Roger P. Weissberg, Margaret C. Wang, and Herbert J. Walberg, *Building Academic Success on Social and Emotional Learning: What Does the Research Say?* (New York: Teachers College Press, 2004).

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

"The brain is a social organ. Its growth and function are profoundly influenced by social interactions.[55]"

دماغ ایک ایسا حصہ ہے جو دوسروں سے تعلقات سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ اس کی ترقی اور کام کرنے کی صلاحیت پر دوسروں کے ساتھ تعلقات کا گہرا اثر پڑتا ہے۔

Immordino-Yang, M. H., & Damasio, A. (2007) " کے مطابق جب سیکھنے کا ماحول اعتماد، باہمی احترام اور تعاون پر مبنی ہوتا ہے تو دماغ کے "Prefrontal Cortex" کا حصہ زیادہ متحرک ہوتا ہے جو توجہ، خود نظم وضبط اور فیصلہ سازی کے عمل کے لیے نہایت اہم ہے۔

"Trust and social connection are essential for optimal brain functioning in educational contexts.[56]"

تعلیم میں دماغ کے اچھے طریقے سے کام کرنے کے لیے بھروسا اور دوسروں سے اچھا تعلق ہونا بہت ضروری ہے۔

Bransford, J. D., Brown, A. L., & Cocking, R. R. (2000) کی تھیوری How People Learn کے مطابق تعلیم کوئی خالص انفرادی یا دماغی سرگرمی نہیں بلکہ یہ ایک معاشرتی عمل ہے جو زبان، ثقافت، روایات اور انسانی تعلقات میں پروان چڑھتا ہے۔

"All learning is social; it takes place in a context of social interaction and shared meaning-making[57]."

ہر سیکھنے کا عمل دوسروں کے ساتھ مل کر ہوتا ہے، اور یہ تب ہی بہتر طریقے سے ہوتا ہے جب لوگ آپس میں بات چیت کریں اور ایک دوسرے کی بات کو سمجھیں۔

خلاصہ بحث

نبی کریم ﷺ کا تدریسی اسلوب ایک جامع، ہمہ جہت اور انسان دوست ماڈل ہے جو صرف مذہبی یا روحانی تعلیم تک محدود نہیں بلکہ انسانی ذہن، جذبات اور سیکھنے کے قدرتی عمل کو گہرائی سے سمجھنے پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ نے تعلیم کو ایک خشک عمل کے بجائے ایک تعلق خیز، تجرباتی، مشاہداتی اور اخلاقی تربیت کا ذریعہ بنایا۔ سائنسی اور نفسیاتی تحقیق آج یہ ثابت کرتی ہے کہ سیکھنے کا عمل اس وقت مؤثر ہوتا ہے جب طلبہ کو ایک محفوظ، بااعتماد اور تعاون پر مبنی ماحول میسر ہو بالکل وہی اصول جن پر نبی کریم ﷺ کا تعلیمی طرزِ عمل قائم تھا۔

نیوروسائنس کی رو سے جب سیکھنے والا فرد خوف، تناؤ یا بے رخی کی کیفیت میں ہوتا ہے تو اس کا دماغ علمی معلومات کو مؤثر طریقے سے پروسیس نہیں کر پاتا۔ اس کے برعکس نبی کریم ﷺ نے محبت، رحمدلی، انفرادی توجہ، اعتماد سازی اور عملی مثالوں سے تعلیم کو نہ صرف ذہن میں اترنے والا علم بنایا بلکہ دلوں میں اترنے والی حکمت بھی بنایا۔ آپ ﷺ نے طالبعلم کی فطرت، مزاج اور نفسیاتی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف تدریسی طریقے استعمال کیے جیسے سوال وجواب، عملی مظاہرہ، قصے اور مثالیں، تدریجی تعلیم اور انفرادی توجہ۔ ماہرین تعلیم جیسے *Immordino-Yang (2016)* اور *Zins et al. (2004)* اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سیکھنے کا عمل جذبات اور سماجی تعلقات سے جڑا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اس کی عملی تصویر ہیں جہاں علم، کردار اور تعلق کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا تعلیمی اسلوب نہ صرف دینی لحاظ سے رہنما ہے بلکہ جدید سائنسی، نفسیاتی اور تعلیمی تناظر میں بھی ایک بہترین ماڈل فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اگر آج ہم ایک ایسی تعلیمی فضا تشکیل دینا چاہتے ہیں جو بچوں کی ذہنی، جذباتی، اخلاقی اور سماجی نشوونما کو یکساں طور پر فروغ دے تو ہمیں تعلیم بالعمل، تعلیم بالمحبت اور تعلیم بالتعلق کے اس مثالی ماڈل یعنی سنتِ نبوی ﷺ کو بطور رہنما اصول اختیار کرنا ہوگا۔

---

55 Louis Cozolino, *The Social Neuroscience of Education: Optimizing Attachment and Learning in the Classroom* (New York: W. W. Norton & Company, 2013).

56 Mary Helen Immordino-Yang and Antonio Damasio, "We Feel, Therefore We Learn: The Relevance of Affective and Social Neuroscience to Education," *Mind, Brain, and Education* 1, no. 1 (2007): 3–10.

57 John D. Bransford, Ann L. Brown, and Rodney R. Cocking, *How People Learn: Brain, Mind, Experience, and School* (Washington, DC: National Academy Press, 2000).